مجلس 11

بدگمانی کا نقصان

جھنگ

بدگمانی کا زہر:

ارشاد فرمایا، بعض مریدین عقیدت والے ہوتے ہیں اور بعض محبت والے ہوتے ہیں۔ عقیدت والے مریدین کمزور ہوتے ہیں تھوڑی سی بات طبیعت کے خلاف ہو جائے تو بدگمان ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات تو متنفر بھی ہو جاتے ہیں۔ طبیعت اپنی شریعت وسنت کے خلاف ہوتی ہے، شریعت کی باریکیوں اور گہرائی کا علم نہیں ہوتا، علم، تقویٰ، اور بصیرت اپنی کم ہوتی ہے اور نقص پیر میں نظر آتے ہیں۔ پیر تو آئینہ ہوتا ہے جس میں اپنا ہی باطن نظر آتا ہے۔

شیخ سے فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ:

آدابِ شیخ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جب شیخ استقامت والا ملا ہے تو پھر کیا ساری عمر ہی پرکھتے رہو گے؟ جب پہلے ہی اچھی طرح دیکھ بھال لیا ہے تو پھر شک کی کیا ضرورت ہے۔ شیطان مریدین کو شک اور بدگمانی کے زہر کے

ذریعہ تباہ کرتا ہے۔ یاد رکھیں! زیادہ فائدہ محبت والے مریدین کو ہوتا ہے۔ اسلئے کہ مرید کی محبت کیوجہ سے اللہ تعالیٰ شیخ کے دل پر فیض کا نزول فرماتا ہے اور شیخ فیض کو آگے پہنچاتا ہے۔ کئی مریدین قریب رہ کر بھی اپنی غفلت اور سستی کی وجہ سے عقیدت والے ہی رہتے ہیں۔ محبت ایسی زبردست چیز ہے کہ محبت کرنے والے مریدین کبھی بھی محروم نہیں رہ سکتے۔

مستی کے لئے بوئے مے تند ہے کافی
میخانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

فیض حاصل کرنا:

ارشاد فرمایا، شیخ کے پاس محبت کے ساتھ وقت گزارنے کا یقیناً فائدہ ہوتا ہے۔ اگر صرف عقیدت والے ہوں اور سالہا سال بھی پاس رہیں تو عقیدت کی وجہ سے اتنا ہی فیض حاصل کر سکیں گے جتنی عقیدت ہوگی۔ یہ راستہ تو سراسر محبت کا راستہ ہے۔ محبت سے جو بھی آئے گا وہ ضرور فائدہ اٹھائے گا۔ ایک دفعہ ایک آدمی گھمکول شریف سے آیا، کسی گدی نشین پیر کا مرید تھا۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے میرے پیر نے بھیجا ہے کہ آپ کے پاس جاؤں اور فائدہ اٹھاؤں اس لئے کہ آپ کو ماں کی بڑی دعائیں لگی ہیں۔ الحمد للہ، ہمارے حضرت نے والدین کی اتنی خدمت کی کہ ان کی دعائے نیم شبی حاصل ہوتی رہی۔

سپردگی کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم کی مجلس شریف میں بیٹھے تھے کہ کسی عالم کا خط دکھایا اور فرمایا کہ یہ فارغ التحصیل عالم کا خط ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے آپ کو شیخ

کے سپرد کر دیا ہے۔ اتنی سپردگی آپ میں سے کسی میں ہے؟ فرمایا، جو سو فیصد اپنے آپ کو کسی کے سپرد نہیں کرتے وہ لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ جو لوگ علم پڑھ لیں اور عمل و کردار نہ بدلے، دل میں یاد الٰہی نہ بسے تو پھر اس دل کا کیا کرنا۔ اس تسبیح پھیرنے کا کیا فائدہ جب دل نہ پھرے۔

تسبیح پھیری تے دل نہ پھریا
کی لینا تسبیح پھیر کے ہو
علم تے سکھیا پر دل نہ بدلیا
کی لینا علم پڑھ کے ہو
علم تے پڑھیا پر ادب نہ سکھیا
کی کھٹیا علم پڑھ کے ہو

مجلس 12

والہانہ انداز محبت

جھنگ

محبت شیخ:

ارشاد فرمایا، اگر مرید کی طرف سے بہت زیادہ محبت و سپردگی ہو اور شیخ بھی عنایت و مہربانی فرما دیں تو بڑی جلدی کام بن جاتا ہے۔ محبت شیخ سے کام بہت آسان ہو جاتا ہے اور جلدی بھی ہوتا ہے۔ تصوف و سلوک میں 90 فیصد مرحلہ محبت شیخ سے طے ہوتا ہے اور 10 فیصد اپنی محنت سے ہوتا ہے۔

والہانہ انداز محبت:

ارشاد فرمایا، جس طرح انبیائے کرام علیہم السلام وحی سے بات کرتے ہیں اسی طرح اولیائے کرام رحمہم اللہ الہام سے بات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں الہام یا اشارہ ہوتا ہے تب بات کرتے ہیں۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کسی شیخ کے دل میں تبھی ڈالتا ہے جب مرید کی طرف سے والہانہ محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ والہانہ انداز محبت بڑی جلدی منزل کو طے کرواتا ہے۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے
محبت کے انداز ہیں سب پرانے
خبردار ہو اس میں جدت نہیں ہے

محبت شیخ کے فوائد:

ارشاد فرمایا کہ مشائخ اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ مریدین اپنے اپنے شیخ کی صحبت میں ضرور وقت گزاریں۔ وقت ساتھ گزارنے پر زور دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں یہ حکمت عملی ہوتی ہے کہ شیخ کی صحبت میں مختلف واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ کوئی شخص اگر سوال کرتا ہے اور شیخ اس کو جواب دیتے ہیں تو وہ ایک مرید نہیں سنتا بلکہ سب مریدین سن رہے ہوتے ہیں اس لئے سب کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ شیخ کا ہر عمل سنت کے مطابق ہوتا ہے اس لئے سنت پر عمل کرنا مریدین کے لئے بھی آسان ہو جاتا ہے۔ مریدین سنت نبوی ﷺ کا چلتا پھرتا نمونہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں تو ان کے لئے سنت کو سیکھنا اور عمل کرنا مشکل نہیں رہتا۔ کیونکہ نقل کے ذریعے انسان بہت جلدی بہت سی باتیں ایک ہی وقت میں سیکھ سکتا ہے۔ بچے کا شعور شروع شروع میں بالکل نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے، وقت گزرنے کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کا شعور پختہ ہوتا ہے اور وہ والدین کی نقل کر کے بہت سی باتیں سیکھ جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان بالغ ہو جائے تو اسے کسی کامل شیخ کی صحبت میں رہنا ضروری ہے تاکہ وہ مبتع شریعت وسنت شیخ سے عملی طور پر تربیت حاصل کر سکے۔ اس کے علاوہ شیخ کے ساتھ رہنے کا یہ بھی فائدہ ہے کہ ہو سکتا ہے کوئی قبولیت کا ایسا لمحہ ہو اور شیخ توجہ

والے تو بیڑا پار ہو جائے۔

قربانی کی برکات:

ارشاد فرمایا، جب کسی کی قربانی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتی ہے تو وہ مقبول ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ بعض لوگ زندگی میں بڑے مشہور ہوتے ہیں مگر ان کے مرتے ہی ان کا نام اور کام بھی مٹ جاتا ہے۔ جبکہ بعض لوگ زندگی میں بڑے غیر معروف ہوتے ہیں مگر وفات پاتے ہیں تو وہ مقبول و معروف ہو جاتے ہیں ان کا کام بھی زندہ رہتا ہے۔ فرمایا، جو لوگ اندر سے شہرت کے خواہشمند ہوتے ہیں انہیں زندگی میں شہرت مل جاتی ہے اور موت کے ساتھ ہی ان کا کام بھی مٹ جاتا ہے اور جو لوگ اپنے آپ کو مٹا کر، چھپا کر اخلاص کے ساتھ کام کرتے ہیں نام و نمود اور شہرت کے خواہشمند نہیں ہوتے ہیں بلکہ اللہ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں تو ان کی وفات کے بعد ان کے کام کو قبولیت عامہ نصیب ہو جاتی ہے۔ جو دین کی خاطر جتنی زیادہ قربانیاں دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی رنگ لگا دیتے ہیں اور اسے قبول کر لیتے ہیں۔

دل کی تڑپ اور قبولیت:

ارشاد فرمایا، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم دیوبند سے دین کی تعلیم حاصل کی پھر دیوبند میں ہی استاد بھی لگ گئے لیکن حرمین شریفین کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ جب حج کا مہینہ آتا تو ادھر کے نقشے ذہن میں گھومنے لگتے۔ آپ حاجیوں کو عشاق کے لفظ سے مخاطب کرتے تھے کبھی فرماتے '' میں

ادھر ہوں اور عشاق ادھر ہیں'' کبھی کھانا کھاتے تو دو لقمے لے کر اٹھ جاتے۔ ایک فقرہ بار بار فرماتے'' معلوم نہیں اس وقت عشاق کیا کر رہے ہوں گے''۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ تڑپ اتنی پسند آئی کہ انہیں مسجد نبوی میں حدیث شریف پڑھانے کی سعادت نصیب ہوگئی۔ اٹھارہ سال مواجہ شریف کے سامنے بیٹھ کر حدیث شریف کا درس دیتے رہے۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ پیدا آپ انڈیا میں ہوئے باقی خویش قبیلہ بھی انڈیا میں ہے۔ انڈیا میں رہ کر ہی تعلیم بھی مکمل کی دفن بھی انڈیا میں ہوئے مگر دل کی تڑپ اللہ کے ہاں ایسی قبول ہوگئی کہ ان کے نام کے ساتھ مدنی لگ گیا۔ آج کوئی آدمی پورا نام لینے کی بجائے صرف حضرت مدنی کہہ دے تو لوگ فوراً پہچان جاتے ہیں۔

اخلاص کی برکات:

ارشاد فرمایا، اگر دکھاوے اور ریاء کے لئے دین کی خدمت کی جائے اور مقصد یہ ہو کہ واہ واہ ہوگی تو یہ سب کچھ ریت کے ٹیلے کی مانند ہے۔ اگر اخلاص سے اور اپنے آپ کو مٹا کر کام کیا جائے تو تب قبولیت نصیب ہوتی ہے۔ اگر کوئی سات کمروں میں بند ہو کر بھی عبادت کرے تو پروردگار عالم کے پاس طاقت ہے کہ وہ اس کو لوگوں میں مشہور کر دے۔ اللہ تعالیٰ خلوتوں کی عبادت کو نور بنا کر چہرے پر سجا دیتا ہے جس سے بیگانے بھی اپنے بن جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ ٹرین میں سفر کرتے تھے۔ اگر کسی اسٹیشن پر گاڑی رکتی تھی تو لوگ چہرہ دیکھنے لگ جاتے تھے اور قریب آ جاتے تھے۔ بعض دکھاوے والے پیر ایسے ہوتے ہیں کہ جب مرید ملتا ہے تو اسے کہتے ہیں ''ہاں سائیں مرید کے حال اے''؟ تا کہ لوگ بھی جان جائیں کہ یہ پیر ہے۔ استغفراللہ

نسبت کی نشانی:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نسبت کی کیا نشانی ہوتی ہے؟ فرمایا کہ مکروہات شرعیہ مکروہات طبعیہ بن جائیں۔ یہ نسبت کی نشانی ہوتی ہے۔ دل خود بخود گناہوں سے اچاٹ ہو جائے اور اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

اخلاص کی علامت:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ فلاں فلاں جماعت کے فلاں فلاں سربراہ فلاں ملک کا دورہ کر کے آئے ہیں۔ ایسی سرخیاں اخباروں میں لگائی جاتی ہیں کہ نام اونچا ہو جائے کام چاہے کچھ بھی نہ ہو۔ فرمایا، ہم تو چوروں کی طرح دورہ کرتے ہیں کیونکہ ہم نے تو اپنے آپ کو چھپانا سیکھا ہے چھپنا نہیں سیکھا اور یہی اخلاص کی علامت ہے۔

مدرسے کے حالات:

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ باہر کے ملک گئے ہوئے تھے انہیں مدرسے کے حالات سے آگاہی کیلئے خط لکھا جس میں کچھ مسائل کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ جواب میں فرمایا، مدرسے کے حالات میں تبدیلی اور مشکلات و مصائب تقویٰ کی کمی کی وجہ سے آتے ہیں۔ اولیاء اللہ پر یہ حالات اور تنگی ترشی آزمائش کے لئے آتی ہے تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ رجوع الی اللہ کریں۔

ایمان و عقیدہ:

ارشاد فرمایا، انگلش کا مقولہ ہے

Belief is not what ever you say

Belief is what ever you practice

''جو تم کہہ رہے ہو عقیدہ وایمان اسے نہیں کہتے بلکہ عقیدہ تو وہ ہوتا ہے
جو تم عمل کرتے ہو''

اس لئے ضروری ہے کہ نہ صرف دل سے ایمان کی تصدیق کریں بلکہ عمل سے اس کا اظہار بھی کریں۔ اپنے کردار و عمل کو قرآن وسنت کے مطابق بنائیں پھر دیکھیں کتنا سکون نصیب ہوگا۔

خاتمہ کا خوف:

ارشاد فرمایا، سبحان اللہ قربان جائیں اس رب کریم کی ذات پر وہ اپنے بندوں سے کتنا پیار کرتا ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا

''اے زبان سے ایمان لانے والو! تصدیق قلبی پیدا کرو''

ہر وقت اپنے ایمان اور خاتمہ بالخیر کی فکر ہونی چاہیے اور خاتمہ کے بارے میں اللہ رب العزت سے ڈرتے رہنا چاہئے اور دعا مانگتے رہیں کہ یا اللہ! خاتمہ بالخیر کرنا۔ خاتمہ کا خوف اولیاء اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

دین کے کام:

ایک قاری صاحب حضرت جی دامت برکاتہم کی خدمت میں تشریف لائے وہ اپنے مدرسے کے مسائل کی وجہ سے پریشان تھے۔ حضرت جی نے اسے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، دین کے جتنے کام ہیں توکل پر کھڑے ہیں۔ آپ کے

بارے میں بھی یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حسبه

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہو جاتے ہیں"

موت کے وقت کلمہ نصیب ہونا:

حضرت والا کچھ ارشاد فرمارہے تھے کہ اسی دوران اذان کی آواز سنائی دی حضرت والا خاموش ہو گئے اور اذان کا جواب دیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا تجربہ ہے کہ جو کوئی باتیں کر رہا ہو اور پھر اذان کے ادب میں خاموش ہو جائے اور اس کا جواب دے پھر اختتام پر مسنون دعا پڑھے تو انشاء اللہ اسے موت کے وقت کلمہ شہادت نصیب ہو جائے گا۔ اتنے بڑے شیخ کا یہ فرمانا کوئی معمولی بات تو نہیں ہے۔

مجلس 13

ذکر قلبی کی حقیقت

جھنگ

اللہ کے نام کا مزہ:

ارشاد فرمایا کہ یہ ایک پکا اصول ہے کہ کثرت ذکر سے ذات کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کسی محفل میں آئس کریم کا ذکر کریں تو منہ میں پانی بھر آتا ہے، اگر پلاؤ بریانی کا تذکرہ چھڑ جائے تو کھانے کو جی چاہتا ہے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کا نام بھی محبت سے لیا جائے تو مزہ آتا ہے۔ یاد رکھیں کہ تمام مزوں کو پیدا کرنے والے کا نام سب سے زیادہ مزیدار ہوگا۔ اللہ کا نام لیتے رہنے سے اس کی ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں جہاں بھی ذکر کا تذکرہ آیا ہے تو اکثر و بیشتر جگہوں پر ذکر کثیر کا تذکرہ ملتا ہے۔

منافقت کی علامت:

ارشاد فرمایا، جو لوگ مرتبہ انسانیت سے نیچے گرتے ہیں وہ کم ذکر کرتے ہیں بلکہ کم ذکر کرنا تو منافقت کی نشانی ہے۔

لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا

''وہ اللہ کا ذکر بہت تھوڑا کرتے ہیں'' اس لئے ضروری ہے کہ ذکر کثیر کیا جائے ذکر کثیر کرنے کا آسان طریقہ ذکر قلبی ہے کہ '' ہتھ کار ول تے دل یار ول'' کام بھی کرتے رہیں اور دل کو بھی اپنے رب کی طرف متوجہ رکھیں۔ یہ ذکر دلوں کی غذا ہے دلوں کی شفاء ہے۔ ذکر دل اور زبان دونوں سے ہو سکتا ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' ذکر خفی کرو یا ذکر جہری کرو مگر غافل ہرگز نہ رہو''۔

وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ

''اور غافلوں میں سے نہ ہونا'' (القرآن)

اللہ تعالیٰ کا کمال:

ارشاد فرمایا، مراقبے میں انسان جب بیٹھتا ہے تو وہ یہی دھیان کرتا ہے کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے اور میں بیٹھا سن رہا ہوں۔ جب انسان اس گمان کو لے کر صبح و شام بیٹھتا ہے تو شروع میں تو دل کچھ نہیں کہتا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دل سے اللہ اللہ کہلوا دیتے ہیں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ اگر ہاتھ پاؤں قیامت میں بول سکیں گے تو وہی اللہ تعالیٰ دل کو اس دنیا میں بھی بلوا سکتا ہے۔

دل کا جاری ہونا کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، جب انسان اللہ اللہ کے نام کی مشق کرتا رہتا ہے تو پھر دل

واقعی اللہ اللہ کرنے لگتا ہے۔ عام سالکین اسے دل کا جاری ہونا کہتے ہیں۔ دل کا دھڑکنا اور چیز ہے اور دل کا جاری ہونا اور چیز ہے۔ جب دل جاری ہوتا ہے تو سینے میں ایک خاص قسم کا ارتعاش محسوس ہوتا ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ حرکت دل کی دھڑکن سے تیز ہوتی ہے۔ چنانچہ جس شخص کو نصیب ہوتی ہے تو اسے دل کے مقام پر گدگدی سے محسوس ہونے لگتی ہے۔ جب یہ پورے طور پر حاصل ہو جاتی ہے تو انسان کو خود بخود ذکر کا ادراک نصیب ہو جاتا ہے۔ یہ تو وہ جادو ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ اسے حرکت قلبی بھی کہتے ہیں۔ اگر سالک ذکر و مراقبہ پابندی سے کرے اور تقویٰ و طہارت کا پورا خیال رکھے تو دل کا جاری ہونا مشکل نہیں ہے۔ سالک عموماً کوئی نہ کوئی بد احتیاطی کرتا ہے جس کی وجہ سے رکا رہتا ہے۔ اپنے شیخ سے بڑے ادب سے عرض کر کے پوچھ لینا چاہئے کہ مجھ میں کونسی بڑی خامی ہے جس کی وجہ سے ذکر قلبی نصیب نہیں ہوتا۔

ذکر قلبی سمجھنے کیلئے واقعہ:

ارشاد فرمایا، آپ لوگوں کو سمجھانے کیلئے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ یہ عاجز ابھی بیعت بھی نہیں ہوا تھا، اس وقت دسویں کلاس کا طالبعلم تھا۔ سکول میں گرمیوں کی چھٹیاں تھیں۔ انہیں دنوں ایک کتاب تذکرۃ الاولیاء نظر سے گزری۔ وہ کتاب پڑھنے کے بعد پھر پیر ڈھونڈنے اور ذکر سیکھنے کیلئے گولڑہ شریف بھی گئے، سیال شریف بھی گئے، مگر ایک بات پڑھی ہوئی تھی کہ بزرگ متبع سنت ہوتے ہیں۔ اس لئے ان جگہوں پر طبیعت نہیں لگی کیونکہ وہاں سنت کا فقدان تھا۔ حتیٰ کہ رائیونڈ بھی ذکر سیکھنے کیلئے گئے مگر وہاں مجھے بھائی مشتاق صاحب کے پاس بھیج دیا گیا۔ وہ دعوت دیتے رہے، یہ عاجز سنتا رہا مگر وہاں بھی

ذکر قلبی نہ سیکھ سکا۔ اسی دوران تبلیغی نصاب میں ایک واقعہ پڑھا کہ ایک بزرگ کئی سال ستو پھانک کر ہی گزارا کرتے رہے۔ روٹی اس لئے نہیں کھاتے تھے کہ اس میں وقت زیادہ لگتا ہے۔ اتنی دیر میں کئی دفعہ سبحان اللہ پڑھا جا سکتا ہے۔ اس عاجز نے بھی سبحان اللہ کا ذکر شروع کر دیا حتیٰ کہ زبان تھک جاتی تو پھر بولنے کو دل نہ چاہتا۔ بعض اوقات گھر والے میری خاموشی سے پریشان ہو جاتے۔ اسی دور میں ہمارے محلّے کی مسجد میں ایک تبلیغی جماعت آ کر ٹھہری۔ انہوں نے عشاء کی نماز کے بعد سب کو رات رکنے کی دعوت دی۔ اس عاجز نے بھی ارادہ ظاہر کیا کہ رات مسجد میں گزاروں گا۔ عشاء کی نماز کے بعد نفل نماز شروع کر دی۔ جماعت کے امیر صاحب نے فرمایا، سونا اجتماعی عمل ہے اس لئے سو جائیں۔ سونے کو دل نہیں چاہ رہا تھا مگر امیر صاحب کا حکم مان کر تھوڑی دیر لیٹ گیا۔ پھر جب امیر صاحب اور باقی سب لوگ بھی سو گئے تو یہ عاجز اٹھ بیٹھا اور دوبارہ نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر ساری رات پڑھتا رہا اور تہجد کے بعد سنت پوری کرنے کیلئے تھوڑی دیر سو گیا۔ خواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے طبعی محبت تھی۔ اس سے پہلے بھی ایک دفعہ جب یہ عاجز ابھی تیسری جماعت میں تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی تھی اور خواب میں یہ دیکھا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کے امیر ہیں اور اس عاجز کے ہاتھ میں بھی ایک فوج کے دستے کا جھنڈا ہے۔ خیر اس مرتبہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی تو آپ نے خواب میں ہی دل کی طرف اشارہ کر کے اللہ اللہ کہا۔ اسی وقت دل میں گدگدی سی ہونے لگی۔ اتنے میں آنکھ کھل

گئی۔ اس کے بعد دل کی حرکت اتنی تیز تھی کہ ہر وقت قلب میں تحرک ہوتا رہتا تھا۔ حتیٰ کہ سونے سے پہلے دل کے اوپر چھوٹا سا پتھر رکھتا تھا تاکہ نیند آجائے۔ لاہور میں حضرت شیخ وجیہہ الدین مدظلہ کو خط لکھا اور ساری کیفیت بیان کی۔ انہوں نے یہ خط حضرت بابوجی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو میرپور بھیجا۔ جواب آیا کہ خواب دیکھنے والے کو چاہئے کہ فوراً کسی متبع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوجائے۔ یہ شخص لاکھوں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔ عاجز یہ جواب پڑھ کر بڑا حیران ہوا۔ مشورے کیلئے لاہور حاضر ہوا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب کی خدمت میں بیعت کیلئے خط لکھ دو۔ اسطرح 1971ء میں حضرت شیخ صاحب کے پاس بیٹھ کر حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب کو خط لکھا۔ بعد میں خیر پور ٹامیوالی میں حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب سے بالمشافہ بیعت ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ پہلے دل میں تحرک رہتا تھا، پھر اس حرکت پر اللہ اللہ کا احساس ہونے لگا۔ ذکر قلبی ہو تو غفلت نہیں ہوسکتی، ذکر قلبی کے بعد انسان کو حضوری مل جاتی ہے۔ جس نے ذکر قلبی کیلئے قدم بڑھایا اسے یاد الٰہی کا پہلا قدم نصیب ہوگیا۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

تمنا بنا کر مانگیں:

ارشاد فرمایا، ذکر قلبی کو تمنا بنا کر مانگنا چاہئے۔ شاید یہی مانگنا قبول ہوجائے اور قیامت والے دن اس لئے بخش دیئے جائیں کہ ذکر قلبی مانگتے تھے۔ اس عاجز نے ذکر کی مختلف منزلوں کو تمنا بنا کر مانگا ہے اور اللہ رب العزت نے پھر مہربانی بھی فرمادی ہے۔

مقصد زندگی:

ارشاد فرمایا، قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

”کہہ دیجئے بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا سب رب العالمین کیلئے ہے۔“

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

اپنے لئے تو سب جیتے ہیں مزہ تو تب ہے کہ دوسروں کیلئے جئے۔ یہ مقصد ہو کہ دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ دین کی خدمت ہو، انسانیت کی خدمت ہو۔ انسان بندگی اور خدمت کیلئے ہی پیدا ہوا ہے۔ چند دن میں کچھ کرلیں ورنہ موت تو سر پر کھڑی ہے۔ اپنے سے بڑھ کر دوسروں کی ضرورت کا خیال رکھیں، ہر ممکن طریقے سے دوسروں کی مدد کریں، اپنے آپ کو وقف کر دیں۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

جو اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں ان کا خلا پر نہیں ہو سکا۔ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابرین خود ہماری آنکھوں کے سامنے گئے ہیں۔ ہماری آنکھوں نے دیکھے ہوئے ہیں ان کی کمی کوئی نہیں پوری کر سکے گا۔

عظیم شخصیت:

ارشاد فرمایا، ہم اپنے شیخ سے بڑے ادب کے ساتھ اور موقع محل کو دیکھ کر چھوٹی چھوٹی باتیں بھی پوچھتے تھے۔ جو باتیں ہمیں پہلے سے معلوم ہوتی تھیں وہ بھی اپنے شیخ سے پوچھ لیتے تھے تاکہ شیخ کی بھی تصدیق ہو جائے۔ ایسی شخصیات اگر اب ڈھونڈنا شروع کریں تو ڈھونڈے سے بھی ملنی مشکل ہیں۔

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

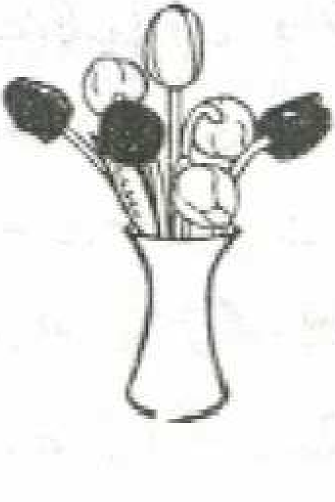

مجلس 14

وقت کی قدر کریں

گوجرہ

توبہ کی حکمتیں:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک میں آتا ہے ''زندگی کی قدر کرو موت سے پہلے'' اگر انسان نے زندگی کے کسی موڑ پر غلط کام کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا بلکہ اس سے آگے کا درجہ رکھا ہے کہ ''ہم ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیں گے۔'' یہی توبہ کی خوبصورتی ہے۔ اگر تاریخ پر نظر ڈالیں تو کئی ایسے واقعات مل جائیں گے کہ گناہوں سے لتھڑے ہوئے شخص پر اللہ تعالیٰ نے فضل وکرم کیا اور اسے توبہ کی توفیق دے کر اولیاء کی صف میں شامل کر دیا۔ توبہ کا یہ بھی فائدہ ہے کہ کوئی انسان کبھی بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا''۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو ڈاکوؤں کی سرداری سے نکالا اور ولیوں کا سردار بنا دیا۔ بعض توبہ کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو توبہ پر

ملنے والے اجر کی زکوۃ نکالی جائے تو ہم جیسے گناہگار بھی بخشے جائیں۔

جوانی کی قدر کریں:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک میں آتا ہے۔ ''جوانی کی قدر کرو بڑھاپے سے پہلے۔'' جسمانی قوتوں کے عروج کا نام جوانی ہے۔ جوانی کا وقت انسان کے لئے بڑا ہی قیمتی ہوتا ہے۔ ذرا غور کریں کہ بعض چیزیں مقدار کے لحاظ سے ایک جیسی ہوتی ہیں لیکن قیمت کا کتنا فرق ہوتا ہے۔ ایک من مٹی بھی ایک من ہی ہے، ایک من تانبا بھی ایک من ہی ہے، ایک من سونا بھی ایک من ہی ہے۔ وزن سب کا ایک جیسا ہے مگر قیمت سب کی علیحدہ ہے۔ مٹی کی قیمت اور ہے، سونے کی قیمت اور ہے۔ اسی طرح جوانی کا عمل سونے کی طرح ہے اور بڑھاپے کا عمل مٹی کی طرح ہے۔ بڑھاپے کی توبہ اور عبادت بھی نعمت ہے لیکن جوانی کی توبہ کے کیا کہنے۔ جوانی میں توبہ تو ولیوں کا شیوہ ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے ''سات قسم کے لوگ قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوں گے ان میں سے ایک وہ نوجوان بھی ہوگا جو جوانی میں عبادت گزار ہوگا۔''

مال کی قدر کریں:

ارشاد فرمایا، مال فی نفسہ نہ اچھا ہے نہ برا ہے۔ اس کی مثال چھری کی طرح ہے اس سے سیب بھی کاٹ سکتے ہیں اور ہاتھ بھی کٹ سکتا ہے۔ چیز کوئی اچھی یا بری نہیں ہوتی بلکہ اس کا استعمال اچھا یا برا ہوتا ہے۔ مفہوم حدیث ہے ''مال کی قدر کریں غربت سے پہلے''۔ آج کے دور میں یہ عاجز دوستوں کو کہتا ہے کہ مال ایمان کی ڈھال ہے۔ مال کمانا آج ایسے ہی مشکل ہے جیسے پتھر کو پہاڑ وں پ

لے جانا اور مال خرچ کرنے کی مثال ایسے ہے جیسے پتھر کو پہاڑ سے نیچے گرانا۔ مال اور دل کی مثال کشتی اور پانی کی طرح ہے اگر پانی کشتی سے نیچے رہے تو اس کے چلانے میں مدد دیتا ہے اگر یہی پانی کشتی میں آجائے تو اسے ڈبو کے رکھ دے گا۔ اسی طرح مال و دولت اگر دل کی کشتی سے نیچے رہے تو اچھا ہے اگر یہی مال و دولت دل کی کشتی کے اندر آجائے تو اسے ڈبو کر رکھ دے گا۔ مال کو ہاتھ میں رکھنا جائز، جیب میں رکھنا جائز مگر دل میں رکھنا ناجائز ہے۔ دل مال کے رکھنے کا ٹھکانہ نہیں ہے بلکہ دل تو اللہ تعالیٰ کی یاد کیلئے ہے۔ حقیقت میں دل وہی ہے جو یاد الٰہی کے لئے بے چین ہو ورنہ تو وہ دل نہیں بلکہ پتھر کی سل ہے۔

؎ اہل دل اسکو دل نہیں کہتے
جو تڑپا نہ ہو خدا کے لئے

غربت کی فضیلت:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک کا مفہوم ہے۔ ''میری امت کے غرباء امراء سے 500 سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے''۔ مبارک ہو غرباء کیلئے گویا آخرت میں غرباء کیلئے خصوصی رعایت ہے۔ یہ فضیلت اس غربت کے لئے ہے جس میں صبر و تحمل اور سکون و اطمینان ہو۔ اگر غربت میں بے چینی کا اظہار کیا جائے اور ہائے وائے یا ناشکری کے کلمات بولے جائیں تو انہیں یہ فضیلت حاصل نہیں ہو گی۔ اگر غریب بھی امیر ہونے کی حسرت اپنے دل میں رکھے گا تو اس حسرت کی وجہ سے وہ امیروں کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور جو غریب اپنی غربت پر بھی صبر شکر ادا کرے گا اللہ تعالیٰ کا اس پر خصوصی فضل و کرم ہو گا اور آخرت میں بھی اس کا انجام بخیر ہو گا۔

مال کی حقیقت:

ارشاد فرمایا، ضرب المثل مشہور ہے کہ اگر مال ہو تو انسان شیرنی کا دودھ بھی خرید سکتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے مال و دولت سے سارے کام نہیں ہو سکتے۔ مال سے دوائی تو خرید سکتے ہیں مگر اچھی صحت نہیں خرید سکتے، مال سے نرم بستر تو خرید سکتے ہیں سکون کی نیند نہیں خرید سکتے، مال سے خوشامد تو خرید سکتے ہیں مگر انسانوں کی دلی محبت نہیں خرید سکتے۔ اکثر لوگ کاروبار شروع کرتے ہیں لیکن تھوڑے ہی عرصے میں ان کا کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جاتا ہے۔ مال خرچ تو کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں دینے سے کتراتے ہیں۔ غریبوں پر خرچ نہ کیا، مساجد مدارس کی مدد نہ کی، نہ ہی زکوٰۃ کا پیسہ نکالا، پھر ایسے مال پر تو آزمائش آجاتی ہے اور اس کی برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

صحت کی حفاظت:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے ''صحت کی قدر کرو بیماری سے پہلے۔'' یاد رکھیں صحت موٹاپے کو نہیں کہتے بلکہ موٹاپا تو بعض اوقات مصیبت بن جاتا ہے کہ اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ صحت تندرستی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے یہ اس طاقت کو کہتے ہیں کہ جس کو استعمال کر کے انسان زیادہ سے زیادہ کام کر سکے، زیادہ سے زیادہ مشقت برداشت کر سکے، دین کیلئے قربانیاں کر سکے۔ دین کیلئے جو جتنا زیادہ قربانیاں دے گا اتنا ہی اس کا مرتبہ بلند ہوگا، اتنا ہی وہ روحانی طور پر صحت مند کہلائے گا۔ ہم کبھی کبھی صحت کی خرابی پر بھی بداحتیاطی کر کے اسے مزید خراب کر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تکلیف کا ازالہ کر رہے ہیں۔ شوگر والے

چیزیں پیتے ہیں، بلڈ پریشر والے نمک کھاتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ علاج کرنا سنت ہے اور پرہیز کرنا واجب ہے۔ یہ توکل کے بھی خلاف ہے۔ یہ تو منہ کے چٹخارے ہیں اور خواہش پرستی ہے۔ یہ بد احتیاطی بعض اوقات آہستہ آہستہ اثر کرنے والی زہر بن جاتی ہے۔ جان بوجھ کر بد احتیاطی کرنا گناہ ہے۔

بیماری اور صحت:

ارشاد فرمایا، کبھی بیماری آزمائش بن کر آتی ہے، کبھی گناہوں کا کفارہ بن کر آتی ہے۔ اگر آزمائش کے طور پر آئے تو صبر کرے۔ وہ بیماری جس کو صبر کے ساتھ برداشت کیا جائے وہ اللہ کی رحمت ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے ''اگر کسی مومن کو دنیا میں تھوڑی سی بھی تکلیف آجائے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔'' یعنی بیماری گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہے۔

فرصت کے لمحات غنیمت ہیں:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک کا مفہوم ہے ''فرصت کو غنیمت جانو مصروفیت سے پہلے۔'' آج یہ وقت ہے کہ لوگ اپنا وقت گزارنے کیلئے فضول قسم کی مصروفیات ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ وقت کٹ جائے۔ جو سچا مسلمان ہوتا ہے وہ نیکی کے کام کر کے اپنے آپ کو تھکاتا ہے۔ وہ تو ہر وقت آخرت کے کاموں میں مصروف دکھائی دیتا ہے۔ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا جو وقت کھانے پینے میں مصروف ہوتا ہے اس پر بھی افسوس ہوتا ہے کہ اس وقت میں مطالعہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے سلف صالحین کی مصروفیات ایسی ہوتی تھیں

کہ وہ اپنے ہر لمحے سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جو وقت گزر گیا وہ دوبارہ کسی صورت میں نہیں مل سکتا اس لئے وہ وقت کو سب سے قیمتی متاع سمجھتے تھے۔ وہ اپنی زندگی کے ہر لمحے کو آخرت کا سرمایہ سمجھتے تھے اور اس سے فائدہ اٹھاتے تھے اور کوئی نہ کوئی نیکی کا کام کرتے رہتے تھے۔

~ یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

مرض موت بتانا چاہئے:

ارشاد فرمایا، اٹلی کا ایک بہت بڑا مترجم تھا جو کینسر کا مریض تھا۔ ڈاکٹروں نے بتا دیا کہ بس تیری زندگی زیادہ سے زیادہ دو سال اور ہو سکتی ہے۔ مرض ایسا شدید تھا کہ اس سے زیادہ اس کیلئے مشکل تھا۔ ایسے موقع پر ہمارے ہاں غلط معلومات دی جاتی ہیں اور مریض سے اس کے مرض کو چھپاتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ وہ اسی غفلت میں مر جائے۔ اگر اسے بتا دیا جائے تو وہ حقوق العباد بخشوا سکتا ہے، توبہ تائب ہو کر معافی مانگ سکتا ہے، اپنے ضروری کام سرانجام دے سکتا ہے۔ اٹلی کے اس آدمی نے 2 سال میں 80 کتابوں کا ترجمہ کر دیا۔ ہم دو سال میں 80 کتابوں کو پڑھ نہیں سکتے۔ مگر اس نے ترجمہ کر دیا اور دنیا کا سب سے بڑا مترجم بن گیا۔

چھٹی کا دن:

ارشاد فرمایا، یہ زندگی بہت اہم ہے۔ یہاں نہ تان کر نہ سوئیں کیونکہ جو بہت سوتے ہیں وہ اپنا وقت کھوتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ چھٹی کیلئے پلان

بتاتے ہیں کہ اس دن کو کس طرح لہو ولعب میں گزارنا چاہیے۔ اصولی طور پر تو چھٹی کے دن بھی کوئی تعمیری کام کرنا چاہیے۔ کسی کا دل خوش کرلیں، عبادت کر لیں، دین کی ضروری باتیں پڑھ لیں، سمجھ لیں۔ ہمارا ایک ایک منٹ ہیرے موتی اور جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔

یہ پانچوں نعمتیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یہ اتنی اہم ہیں کہ حضور ﷺ نے حدیث میں ان کی اہمیت بیان فرمائی۔ ہمیں ان کی قدر کرنی چاہیے۔ ہمیں حضور ﷺ کی بات کو تو اہمیت دینی چاہیے۔ اگر کسی عام آدمی کی بات ہوتی، اس سے غفلت کر جاتے، تو شاید کوئی سزا نہ ملتی۔ اگر ہم نے نبی ﷺ کی بات سے بھی غفلت برتی تو انجام اچھا نہیں ہوگا۔ ان پانچوں نعمتوں میں سے ایک ایک نعمت اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے مگر ہمیں تو یہ سب نعمتیں ایک وقت میں نصیب ہیں اس لئے ہمیں ان کی زیادہ قدر کرنی چاہیے۔ بہت ضروری ہے کہ ہم ہر وقت کام، کام اور بس کام میں ہی مشغول رہیں اور بہت تھوڑا وقت آرام کریں۔ یہ زندگی آرام کیلئے نہیں ہے بلکہ کام کیلئے ہے۔

نوجوانوں کی سوچ:

ارشاد فرمایا، بعض جگہ نوجوان کھڑے باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ میں فلاں جگہ نوکری کرتا ہوں اور ہر طرح کی سہولیات میسر ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ کام کچھ بھی نہیں ہے۔ سوچیں یہ قوم کیسے قیادت کر سکے گی۔ سہولیات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور کام کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ اگر سہولت مند بنیں گے تو زندگی غفلت اور سستی کا شکار ہو جائے گی۔ یہ زندگی کام کرنے کیلئے دی گئی ہے، صرف سہولیات سے فائدہ اٹھانے کیلئے نہیں دی گئی۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَد

''ہم نے انسان کو محنت مشقت کیلئے پیدا کیا ہے''

اللہ تعالیٰ کی رضا:

ارشاد فرمایا، میری یہ باتیں ذرا دل کے کان کھول کر سنیں بلکہ اپنے ذہن میں لکھ لیں کہ زندگی جہد مسلسل کا نام ہے۔ جو وقت یاد الٰہی میں گذر گیا وہ زندگی ہے ورنہ تو سراسر شرمندگی ہے زندگی کو شرمندگی بنانے سے بچایئے۔ زندگی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے دی گئی ہے۔ اگر اس زندگی میں سب کو راضی کر لیا، ماں باپ، بیوی بچوں کو راضی کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوئی فکر نہ کی تو زندگی عذاب بن جائے گی۔ سوچیں کہ ہمیں سب کو راضی کرنے کی فکر ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مقام و مرتبہ سب سے بلند ہے اور اسے اتنی کم اہمیت دے رہے ہیں اس بات کا قیامت میں کیا جواب دیں گے۔ زندگی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور یاد میں گذر جائے۔

؎ دن وہی دن ہے شب وہی شب ہے
جو تیری یاد میں گذر جائے

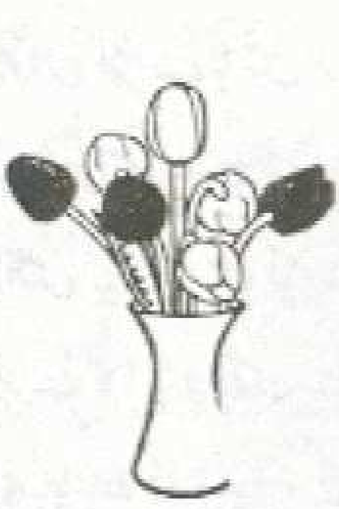

مجلس 15

تربیتی باتیں

گوجرہ

متقی اساتذہ:

ارشاد فرمایا، اگر مسلمانوں کو متقی پرہیزگار اساتذہ مل جائیں تو آئندہ نسلوں کی تربیت ہو جائے۔ اگر استاد صحیح مسلمان ہے تو بائبل پڑھا کر بچوں کو مسلمان بنا لے گا اور اگر استاد کافر ہے تو وہ قرآن پڑھا کر بھی بچوں کو کافر بنا دے گا۔ اس لئے کہ کافر قرآن کی تعلیمات کو توڑ موڑ کر پیش کرے گا جس کی وجہ سے بچہ کو قرآن سے متنفر کر دے گا۔ اس لئے اس دور میں صالح اور متقی اساتذہ کی اشد ضرورت ہے تاکہ معاشرہ صالح بن سکے۔

شکایت ہے مجھے یارب خداوندان مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

دعا کی برکات:

ارشاد فرمایا، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ کشتی میں سفر کر رہے تھے

قریب سے ایک اور کشتی گزری جس میں لوگ شراب وغیرہ پی رہے تھے اور لہو لعب میں مشغول تھے۔ لوگوں نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ان کیلئے بددعا کریں۔ تو آپ نے یہ دعا فرمائی "یا اللہ یہ لوگ جس طرح یہاں خوش ہیں انہیں آخرت میں بھی خوش و خرم رکھنا" سبحان اللہ کتنی گہری اور بڑی دعا فرمائی۔ آخرت میں خوش تو تبھی ہوں گے جب نیک ہوں گے بس دعا فرمانا تھا کہ ان لوگوں کے دل کی دنیا بدل گئی اور انہوں نے سچے دل سے توبہ کر لی۔

مثبت سوچ کی برکات:

ارشاد فرمایا، آج مثبت سوچ کی بہت ضرورت ہے۔ انسان ہمیشہ مثبت پہلو کو سوچے تو بڑی جلدی صالح بن جاتا ہے۔ جب ہمیشہ سوچ ہی مثبت ہو گی اور نیک باتوں کی ہو گی تو خود بخود نیک بننا آسان ہو گا کیونکہ پہلے تو سوچ ہی ذہن میں آتی ہے پھر اس کی اچھائی یا برائی ذہن میں جنم لیتی ہے۔ ہمیشہ ہر چیز کے مثبت پہلو کو سوچیں، دوسروں کی خوبیاں سوچا کریں اور ہمیشہ سب کی خیر خواہی سوچتے رہیں۔ یہی فکر ہو کہ میری ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچے

؎ ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

ہر بیماری کا علاج:

ارشاد فرمایا، محبت الٰہی ایسا تریاق ہے کہ ہماری تمام باطنی بیماریوں کا علاج ہے۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے دوائے جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے کہ افلاطون و جالینوس ما

تمام دنیا کی سستی اور غفلت کا علاج محبت الٰہی میں ہے۔ لوگ محبت الٰہی میں سنجیدہ نہیں ہوتے یونہی سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں محبت الٰہی ہے۔ حالانکہ وہ عقیدت ہوتی ہے۔ محبت وہی ہوتی ہے جس میں شدت ہو۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہ

یہ نص صریح ہے کہ محبت وہ صحیح محبت ہے جو شدید قسم کی ہو

تہجد کا وقت:

پہلے زمانے میں عورتیں تہجد کے وقت اٹھتی تھیں اور دودھ سے مکھن بناتی تھیں۔ یہ وقت اتنا بابرکت ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا کا کام کرنے میں بھی بڑی برکت ہوتی ہے۔ اگر دین کا کوئی کام کیا جائے تو وہ نور علی نور بن جاتا ہے۔ پہلے زمانہ میں عورتوں کیلئے دو ہی تو ورزشیں ہوتی تھیں ایک چکی سے آٹا پیسنا اور دوسرا لسی بنانا۔ اس ورزش کی وجہ سے عورتیں صحت مند بھی رہتی تھیں اور اگر کوئی عورت صالحہ بننا چاہے تو یہ اس کیلئے بڑا سنہری موقع ہوتا تھا کہ لسی بنانے کیلئے اٹھی ہے تو ساتھ چند نوافل بھی تہجد کے ادا کر لئے۔ گھر کے کام کے ساتھ تہجد گزار بھی بن جائیں گی۔

شیطان کے مکر:

ارشاد فرمایا، تہجد کے وقت کو نور پیر کا ویلا کہتے ہیں۔ اس وقت مشائخ اور

مریدین نے ذکر کا التزام کیا کہ یہ وقت بھی نور پیر کا ویلا مشہور ہو گیا۔ جو لوگ صبح آنکھ نہ کھلنے کی شکایت کرتے ہیں درحقیقت وہ یہ بتا رہے ہوتے ہیں کہ رات کو دیر سے سوتے ہیں۔ شیطان وقت تبدیل کروا دیتا ہے حالانکہ دیر سے اٹھنے والے بھی وہی 5,6 گھنٹے سوتے ہیں۔ شیطان کا مکر یہ ہوتا ہے کہ بڑی نیکی سے چھوٹی نیکی پر لانے کی کوشش کرنا اور افضل وقت عبادت کرنے کی بجائے کم اہم وقت پر عبادت کرنے کی پٹی پڑھاتا ہے۔ اسلئے اکثر لوگوں کو بلاوجہ دیر تک جگائے رکھتا ہے تاکہ صبح تہجد اور فجر کی جماعت سے محروم ہو جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ''بے شک وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے'' فاتخذ وہ عدوا ''اسے اپنا دشمن ہی سمجھو'' مطلب یہ کہ شیطان کی چالوں اور مکاریوں کو سمجھنا چاہئے اور اس کے دام فریب سے ہر ممکن طریقہ سے بچنا چاہئے۔

اللہ والوں کی نیند:

ارشاد فرمایا، ہمارے حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لئے دن اور رات کا فرق ختم ہو گیا ہے۔ فرمایا، یہ تم لوگوں نے دن رات کی تقسیم کر رکھی ہے، ورنہ میرے لئے تو ساری زندگی ہی کام کیلئے ہے۔ فرمایا کرتے تھے، میری نیند بھی اللہ تعالیٰ نے مرغے کی نیند بنا دی ہے۔ جیسے مرغ چلتے چلتے سو لیتا ہے اسی طرح اللہ والے بھی سفر میں آرام کر لیتے ہیں۔

مناظرہ:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ ایک ہندو نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ کیلئے چیلنج کر دیا کہ میرے ساتھ بسیار خوری کا مقابلہ کرو۔ آپ نے

فرمایا، عیب کا مقابلہ نہیں کرتے اگر یہ مقابلہ کرنے کا شوق ہے تو کسی بھینس سے کرو۔ میرے سے مقابلہ کرنا ہے تو نہ کھانے کا مقابلہ کرو۔ ہمیں 40 دن ایک کمرے میں بند کر دیا جائے کوئی روٹی وغیرہ نہ دی جائے پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ بھلا ہندو یہ مار کیسے برداشت کر سکتا تھا مناظرہ سے ہی بھاگ گیا۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

”کہہ دو حق آ گیا اور باطل چلا گیا بے شک باطل کو تو جانا ہی ہے“

مجلس 16

عورتوں کی تعلیم و تربیت

گوجرہ

تعلیم و تربیت:

ارشاد فرمایا، انسانی زندگی میں ایک تعلیم ہوتی ہے اور ایک تربیت ہوتی ہے۔ آج تربیت میں کمی کی وجہ سے تعلیم کے نتائج بھی پورے طور پر نہیں نکل رہے۔ تربیت اتنی ضروری ہے کہ دنیاوی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو جن اداروں میں تربیت مضبوط اور ٹھوس ہے وہاں نتائج بڑے حوصلہ افزاء ہیں مثلاً آرمی میں ٹریننگ ہی ٹریننگ ہے۔ وہاں ٹریننگ پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ڈسپلن ہے اور یہ ادارہ مضبوط ہے۔ بہت سے بزرگان دین نے تجربات کر کے دیکھے ہیں کہ تعلیم سے بھی زیادہ اہمیت تربیت کو حاصل ہے مگر افسوس صد افسوس کہ ہم تربیت کو سرے سے ضروری نہیں ہی سمجھتے۔ اگر کسی نے کسی بزرگ سے اصلاح و تربیت کروا بھی لی ہے تو لوگ اسے بہتر تو سمجھتے ہیں مگر ضروری نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اسی صحبت و تربیت کی وجہ سے علم میں بھی برکت ہو جاتی ہے۔ جتنے بڑے بڑے علمائے کرام گذرے ہیں، انہوں نے اپنے مشائخ

کی صحبت میں رہ کر تربیت حاصل کی ہے۔ مثلاً حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یہ تمام حضرات صحبت یافتہ تھے۔ تمام اسلامی تاریخ کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جس نے بھی دین کا کام مشائخ کی صحبت کے بعد کیا ہے اس نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے'' جو عالم بغیر صحبت کے دین کا کام بڑے پیمانے پر کرنے کی کوشش کرے گا، نہ چاہنے کے باوجود فرقہ بنادے گا''۔ اس حقیقت کو آج ہم اپنے اردگرد پھیلی ہوئی جماعتوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ بعض جماعتیں امت کو متحد کرنے کا بیڑا لے کر اٹھتی ہیں مگر ان کے قائدین کی اپنی اصلاح نہیں ہوئی ہوتی تو نہ چاہنے کے باوجود بھی وہ جماعتیں فرقہ پرستی کی پیداوار بن گئیں۔

عورتوں کے لئے تربیت بہت ضروری ہے:

ارشاد فرمایا، عورتوں کیلئے بھی تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے تاکہ وہ بچوں کی صحیح تربیت کرسکیں۔ جس عورت نے اپنے بچے کو یہ کہا کہ تیرے ابو آئیں گے تو تجھے ٹھیک کرواؤں گی تو یہ ماں کی شکست کی علامت ہے۔ ماں کا تربیت یافتہ ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ وہ گھر میں رہتے ہوئے بچے کو وقتاً فوقتاً بتاتی رہتی ہے کہ یہ کام تو نے ایسے کرنا ہے، وہ کام ایسے کرنا ہے۔ وہ بچے کو بہترین طریقہ اور سلیقہ سکھاتی ہے۔ یہ کام وہ تب اچھی طرح کر سکے گی جب وہ خود بھی تربیت یافتہ ہوگی۔ جس طرح اندھا اندھے کو راستہ نہیں بتا سکتا اسی طرح غیر تربیت یافتہ کسی دوسرے کی تربیت نہیں کرسکتا۔

عورت کی تعلیم:

ارشاد فرمایا، ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کے ایک بچہ اور ایک بچی ہو اور اس میں ایک ہی کو تعلیم دلوانے کی استطاعت ہو تو اسے بچی کو تعلیم پہلے دلوانی چاہئے کیونکہ مرد پڑھا فرد پڑھا عورت پڑھی خاندان پڑھا۔ ارشاد فرمایا، دانایان فرنگ میں سے کسی کا قول ہے کہ "تم مجھے اچھی مائیں دے دو میں تمہیں اچھی قوم دے دوں گا"۔ اگر بزرگان دین کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بہت سے بزرگوں کی تربیت میں ان کی ماؤں کا بھی بڑا کردار ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گھٹی میں سچ داخل کرنے والی ان کی ماں ہی تھی حتیٰ کہ آپ نے ڈاکوؤں کے سردار کے سامنے بھی سچ بولا اور اس بچے کی صداقت کی وجہ سے تمام ڈاکو تو بہ تائب ہو گئے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو اتنے اونچے مقام تک پہنچانے میں ان کی ماں کی دعاؤں کا بہت عمل دخل تھا، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں ہمیشہ انہیں باوضو ہو کر دودھ پلاتی تھیں جس کی وجہ سے انہوں نے ہزاروں کافروں کو کلمہ پڑھا دیا۔ پہلے وقتوں میں مائیں چھوٹے بچوں کو گود میں لیکر درود اور قرآن پاک پڑھا کرتی تھیں تو بچے پر بھی رحمتیں نازل ہوتی تھیں۔

بچے کی تربیت میں ماں کا کردار:

ارشاد فرمایا، بچوں کی اچھی تربیت کرنا ماں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ماں ہی بچے کو اچھے اخلاق کا درس دیتی ہے، اسے ادب آداب سکھاتی ہے۔ بچپن میں ہی روک ٹوک کر کے بچے کی پرورش کے ساتھ ساتھ اس کی اصلاح کرتی جاتی

ہے۔ چھوٹی عمر میں کچھ سکھا دینا زیادہ آسان ہوتا ہے کیونکہ بچے بڑے شوق سے نئی نئی باتیں سیکھتے ہیں۔ بچے بڑوں کی باتیں اور خاص طور پر ماں کی باتیں نوٹ کر کے بڑی جلدی سیکھ جاتے ہیں۔ نقل کے ذریعے سیکھنا ہر بچے کا فطری جذبہ ہے۔ ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ منگلا میں ہمارے ایک دوست چیف انجینئر تھے جب بھی فون آتا تو وہ فون اٹھاتے ہی کہہ دیتے چیف انجینئر منگلا بول رہے ہیں۔ ان کا بچہ ہر چیز نوٹ کرتا رہتا۔ ایک دن وہ غسل کر رہے تھے تو کوئی فون آ گیا۔ ان کے بچے نے ریسیور اٹھایا اور فون اٹھاتے ہی توتلی زبان میں کہنے لگا، **Hello Chief Engineer Mangla Speaking.** پس ثابت ہوا کہ بچے عموماً ماں باپ کی نقل کے ذریعے زبان اور آداب سیکھ جاتے ہیں۔ اگر ماں باپ ایک دوسرے کے آداب کا خیال نہیں رکھیں گے تو بھلا بچے کہاں سے ایک دوسرے کے آداب کا خیال رکھیں گے۔

حرام اور مشتبہ کھانا:

ارشاد فرمایا، کھانے پینے میں بھی تقویٰ و طہارت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے یاد رکھنا جیسا میٹریل ہوگا بلڈنگ ویسی ہی بنے گی۔ اگر حرام یا مشتبہ کھانا کھائیں گے تو نیک اعمال کی توفیق سلب ہو جائے گی۔ جو جسم حرام اور مشتبہ مال سے پرورش پائے گا وہ ریت کی دیوار کی طرح دینداری میں کمزور ہوگا۔ اس لئے حلال کھانے کی فکر کرنی چاہئے حلال کھانے کی وجہ سے علم میں برکت ہوتی ہے اور طبیعت میں بھی رقت پیدا ہوتی ہے۔

علم و حکمت آید از نان حلال
عشق و رقت زاید از نان حلال

"علم و حکمت بھی حلال کھانے سے آتی ہے اور عشق و رقت بھی حلال کھانے سے زیادہ ہوتی ہے۔" اگر کسی کو شک ہو تو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے کہ گندگی سے جیسے بو ہی بو آتی ہے اسی طرح حرام اور مشتبہ کھانا کھانے سے دل میں ظلمت ہی ظلمت پیدا ہوگی۔ بیرون ملک سفروں میں اس عاجز کا یہ اصول رہا ہے کہ اپنے پاس سے ہی کوئی چیز کھالی جائے۔ غیر ملکی جہازوں میں تو پتہ نہیں ہوتا کہ کس نے پکایا ہوگا؟ کیسے پکایا ہوگا؟! اگر ناپاکی کی حالت میں پکایا ہوگا تو کھانے میں کتنی ظلمت ہوگی۔ مختصر یہ کہ کھانے پینے میں تقویٰ طہارت کا خیال رکھیں تاکہ دل میں نور پیدا ہو جائے۔

آداب معاشرت کی ضرورت:

ارشاد فرمایا کہ باہر کے ملکوں میں بچوں کو آداب معاشرت سکھانے پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ امریکہ میں کچھ بچوں کا ایک گروہ میدان میں کھیل رہا ہے۔ یہ سب سکول جانے والے بچے تھے جو سکول کی گاڑی کا انتظار کر رہے تھے۔ جونہی گاڑی آئی سب نے فوراً لائین بنالیں۔ سب سے چھوٹا بچہ سب سے آگے پھر اس سے بڑا پھر اس سے بڑا حتیٰ کہ پیچھے تک لائین بن گئیں۔ جب لائن سے کھڑے ہو گئے تو ڈرائیور نے سیٹ پر بیٹھے بیٹھے دروازہ کھولا سب سے اگلا چھوٹا بچہ چڑھا اور اپنی مرضی کی سیٹ پر بیٹھ گیا اسی طرح اس کے بعد والے بچے بھی چڑھتے گئے اور سیٹوں پر بیٹھتے گئے نہ کوئی شور نہ ہنگامہ بس خاموشی سے بیٹھتے گئے۔ ڈرائیور نے دروازہ بند کر دیا اور گاڑی چل پڑی۔ اتنے ڈسپلن سے بچے گاڑی میں سوار ہوتے دیکھ کر مزا ہی آگیا۔

یتیم کون ہے؟

ارشاد فرمایا کہ یتیم وہ نہیں ہوتا جس کے ماں باپ نہ ہوں، بلکہ یتیم تو وہ ہوتا ہے جس کو سکھانے اور تربیت دینے کے لئے اس کے ماں باپ کے پاس فرصت نہ ہو یا ماں کو ادب آداب سکھانے کا سلیقہ نہ ہو۔ ماں ہر وقت بچوں کو ڈانٹتی رہتی ہے بلکہ بعض اوقات تو مائیں برسنے لگ جاتی ہیں، ایسے بچے مرجھائے ہوئے پھولوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔

تربیت گاہیں:

ارشاد فرمایا، ہماری تعلیم گاہوں کو تربیت گاہیں بھی ہونا چاہئے۔ جب تک تعلیم گاہیں تربیت گاہیں نہیں بنیں گی ملک میں انقلاب آنا مشکل ہے۔ ہمیشہ تربیت یافتہ لوگ ہی انقلاب لاتے ہیں۔ وہی لوگ انقلاب لا سکتے ہیں جو قربانی کا جذبہ رکھتے ہوں اور کہیں سے اپنی تربیت کروا چکے ہوں۔

جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روح امم کی حیات کشمکش انقلاب

بات سننے کا سلیقہ:

ارشاد فرمایا، بات کرنے کا بھی سلیقہ ہوتا ہے اور بات سننے کا بھی سلیقہ ہوتا ہے۔ بات کو سننے کا سلیقہ یہ ہے کہ دوسروں کی بات کو تسلی سے سنیں اور اسے بات پوری کرنے دیں بیچ میں بات کو کاٹ دینا صحیح نہیں۔ ہر کسی کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی خاطر قربانی دیں اور کسی کا دل نہ دکھائیں بلکہ توجہ سے دوسروں کے مسائل سنیں گے تو بہت فائدہ ہوگا۔

نصیحت حاصل کریں:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے ''علم مومن کا گمشدہ خزانہ ہے جہاں سے ملے لے لو۔'' امریکہ اتنا ترقی یافتہ ملک ہے تو سوچنا چاہئے کہ اسے اتنی ترقی کیسے ملی ہے۔ امریکہ میں مائیں بچوں کی تربیت کرتی ہیں ماں بچے پر شیرنی کی طرح گھات لگائے رہتی ہے۔ کھیل کا وقت، پڑھائی کا وقت، آرام کا وقت، سونے کا وقت وغیرہ کا ٹائم ٹیبل سب ماں کی طرف سے بچے کو دے دیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں تربیت نہ ہونے کیوجہ سے ہر بندہ دوسرے کے لئے بالکل بے اعتبار ابنا ہوا ہے۔ امریکہ میں کسی دفتر میں فون کرو تو آگے سے آواز آئے گی Can I Help You. ''کیا میں آپ کی مدد کرسکتا ہوں''۔ اور ہمارے ملکوں میں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ مدد کے لئے درخواست بھی کرو تو آواز آئے گی۔ I can not Help You. ''میں آپ کی مدد نہیں کرسکتا''۔

دنیاوی ادارے کی سرپرستی:

مجلس کے اختتام پر کسی نے عرض کیا کہ میں ایک ادارہ بنانا چاہتا ہوں آپ اس کی سرپرستی فرمائیں۔ ارشاد فرمایا، کبھی کبھی دعا کیلئے حاضری دے دیا کروں گا میں اب ان رسمی اور روایتی چیزوں کا عادی نہیں رہا۔

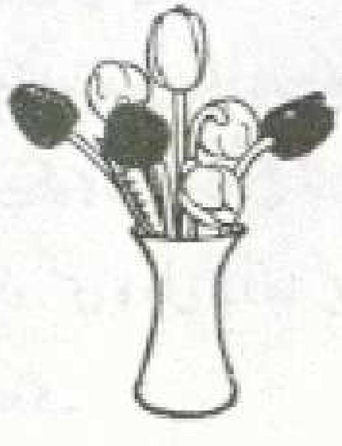

مجلس 17

بچیوں کے مدارس

گوجرہ سے جھنگ دوران سفر

عورتوں سے بات کرنے کا انداز:

ارشاد فرمایا، ہم مدرسے کی معلمات سے بات کرتے ہیں تو روکھے پھیکے انداز سے بات کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ کہتی رہتی ہیں کہ شاید حضرت صاحب ہم سے ناراض ہیں۔ اس طرح اگر احتیاط اور تقویٰ کا لحاظ رکھ کر بات کی جائے تو دوسروں کی اصلاح بھی ہو جائے اور انسان خود بھی محفوظ رہے۔ خوامخواہ کی نرمی سے پھر بات کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے احتیاط بہرحال ضروری ہے۔

بچیوں کا مدرسہ:

ارشاد فرمایا، عورتوں کا مدرسہ بڑا نیکی کا کام ہے لیکن بہت نازک بھی ہے۔ کسی مرد کو بچیوں کے پڑھانے کیلئے نہیں رکھنا چاہئے۔ خواہ پردے کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔ احتیاط بہت اچھی چیز ہے۔

عورتوں کے راز:

ارشاد فرمایا، عورتیں ایک دوسرے کو اپنے گناہ بڑی جلدی بتا دیتی ہیں،

دوسری عورتوں کو بڑی جلدی ہمراز بنا لیتی ہیں پھر ایک دوسرے کو بلیک میل کرتی ہیں۔ مرد دوسرے مردوں کے ساتھ اتنی جلدی اپنے گناہوں کی باتیں نہیں کھولتے جتنی جلدی عورتیں کھولتی ہیں۔ جس نے اپنا راز دوسرے کو بتا دیا گویا اس نے اپنی عزت بھی دوسرے کے ہاتھ میں دے دی۔ کسی بزرگ کا قول ہے کہ عورت اپنا راز محفوظ رکھنے کیلئے دوسرے کے سپرد کر دیتی ہے، یہ کتنی بڑی بے وقوفی ہے۔ جو خود اپنا راز نہ چھپا سکے تو کوئی دوسرا کسی کا راز کیسے چھپائے گا؟؟؟

کسی سے فری ہونا بہتر نہیں ہے:

ارشاد فرمایا، لڑکیوں اور عورتوں سے کبھی فری نہیں ہونا چاہئے بلکہ اتنا سنجیدہ رہے کہ وہ ہر وقت ڈرتی رہیں اور کبھی کبھی کسی غلطی پر ہلکی سرزنش بھی کر دیں ورنہ خاموش رہ کر علاج کریں، ہنسنا اور فری ہونا انتہائی مضر ہے۔

خط اور اصلاح:

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ فلاں عورت کی خط و کتابت کے ذریعے اصلاح کر دی، اب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ایک درجے تک پیدا ہو گئی ہے اس لئے خط کا جواب دینا بھی کم کر دیا ہے۔ مقصود اللہ کی محبت پیدا کرنا تھا وہ کر دیا ہے، اب خط کا جواب بھی کبھی کبھار دیتے ہیں۔ وہ بھی اس خط کا جہاں اصلاح کرنے کی ضرورت ہو ورنہ اب اس کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ اصلاح ہو گئی تو سلسلہ ختم تو نہیں ہوتا مگر زیادہ توجہ پھر اس بات پر لگ جاتی ہے کہ دل میں اللہ کی محبت جڑ پکڑ جائے۔ اس کی مستقل مزاجی اور استقامت کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

عورتوں کے مدارس میں تقویٰ کی اہمیت:

حضرت جی دامت برکاتہم دوران سفر بھی لوگوں کو مختلف کاموں سے متعلق مشورے دیتے رہتے ہیں۔ ایسی مصروف زندگی ہے کہ اس پر رشک آتا ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب نے عورتوں کا مدرسہ بنانے کا مشورہ کیا۔ اسے فرمایا کہ یہ کام بہت نازک ہے اس میں ہاتھ نہ ڈالیں اور اگر ہاتھ ڈالنا ہی ہے تو تقویٰ اور پرہیزگاری کو ہر وقت مدنظر رکھیں یہ بہت ضروری ہے۔ عورتوں کے مدارس اگر تقویٰ و پرہیزگاری سے چلیں تو بہت زیادہ اجر وثواب کے مستحق ہیں۔ وگرنہ یہ باطنی گراوٹ کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔

بیان سننے کیلئے بیٹھنے کا انداز:

گوجرہ میں بیان سے پہلے ارشاد فرمایا کہ لوگ مقرر کے پیچھے اور دائیں بائیں نہ بیٹھیں بلکہ سامنے آ کر بیٹھیں کیونکہ سامنے بیٹھنے سے زیادہ توجہ پڑتی ہے اور بندہ نظر میں رہتا ہے۔ پھر دعا دیتے ہوئے فرمایا، اللہ کرے تم سب کسی کی نظر میں رہو۔

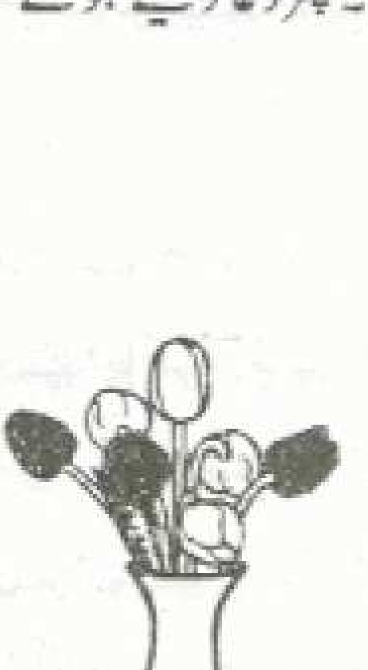

مجلس 18

موت کے بہانے

جھنگ

موت کا وقت:

ارشاد فرمایا، یہ دنیا فنا کے داغ سے داغدار ہے غریب ہو یا امیر، گورا ہو یا کالا، عربی ہو یا عجمی، پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والا ہو یا زمین کی پستیوں میں رہنے والا ہو ہر ایک کو موت آنی ہے۔ یقین کریں ہر ایک کا مقررہ وقت لکھ دیا گیا ہے ایک لمحہ بھی نہ آگے ہو سکتا ہے نہ پیچھے ہو سکتا ہے۔

موت کے قاصد:

ارشاد فرمایا، نبی علیہ السلام سے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ اتنے اچانک آ جاتے ہیں آنے سے پہلے قاصد تو بھیج دیا کریں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب میں فرمایا، میں تو قاصد بھیجتا ہوں لیکن لوگ سنتے ہی نہیں ہیں نہ اس بات کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ بالوں میں سفیدی آ جانا، آنکھوں کی بینائی کمزور ہو جانا، دانتوں کا گر جانا یہ میرے قاصد

ہی تو ہوتے ہیں اتنے قاصد بھیجتا ہوں تاکہ لوگ خبردار ہو جائیں مگر لوگ پھر بھی غافل رہتے ہیں۔

بچپن کی عمر:

ارشاد فرمایا، عام دستور یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بلانا چاہے تو فوراً بلا لیتا ہے یعنی بچپن کی عمر میں ہی موت آ جاتی ہے۔ اگر زندگی دینے پر آئے تو ہزار برس بھی دے سکتا ہے۔ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ اپنی حکمت بالغہ سے جس کو جس وقت چاہتا ہے بلا لیتا ہے۔ ایک عورت کسی پیغمبر علیہ السلام کے پاس آئی کہ میرے بچے بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں کوئی دو سو سال کے بعد فوت ہو جاتے ہیں کوئی تین سو سال کے بعد فوت ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ انسان سو سال سے بھی کم عمر میں فوت ہو جایا کریں گے۔ اس عورت نے عرض کیا کہ کیا وہ مکان بنایا کریں گے، کیا وہ شادی بیاہ کیا کریں گے؟ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں وہ سب کچھ کیا کریں گے۔ وہ عورت بولی، اگر میں اس وقت ہوتی تو اتنی عمر تو ایک سجدے میں ہی گزار دیتی۔

موت کے بہانے:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات انسان کو پتہ ہی نہیں ہوتا اور وہ اپنے ہاتھوں میں موت لئے جا رہا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی ایک پھاٹک کے پاس سے بھینس لے کر گزرا۔ وہ بھینس کو منڈی میں بیچنے کیلئے لے جا رہا تھا۔ جب پھاٹک کے پاس سے گزرا تو وہاں قریب ہی ایک سانپ بھی بیٹھا تھا اس سانپ

کے سر پر بھینس کا پاؤں آ گیا۔ سانپ کا سر کٹ گیا اور اس وقت بھینس گوبر بھی کر رہی تھی سانپ کا سر گوبر میں پھنس گیا۔ وہ آدمی بھینس کو فروخت کر کے واپس پر اسی راستے سے گزرا اور پھاٹک کے قریب جب گوبر پر نظر پڑی تو اس نے سانپ کے سر سمیت وہ گوبر گھر والوں کو دکھانے کیلئے اٹھا لایا۔ گھر پہنچ کر سب عورتوں بچوں کو سانپ کا سر گوبر میں پھنسا ہوا دکھایا سب لوگ دیکھ رہے تھے۔ اس آدمی کا ایک اکلوتا بیٹا بھی دیکھ رہا تھا اس نے اچانک سانپ کے منہ پر انگلی رکھ کر پوچھا ابو یہ سانپ ہے؟ سانپ کے منہ پر انگلی لگی تو زہر پورے جسم میں پھیل گیا اور وہیں پر بچہ فوت ہو گیا۔ اس آدمی کو کیا معلوم تھا کہ جس چیز کو وہ تماشا سمجھ کر بچوں کو دکھانے لے جا رہا ہے وہ حقیقت میں بچے کی موت کا سبب بن جائے گا۔ موت آنے کے عجیب عجیب بہانے بن جاتے ہیں اس لئے ہمیں موت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ موت اچانک سر پر سوار ہو جائے اور ہمیں موت کی تیاری کیلئے وقت ہی نہ مل سکے۔ پہلے سے موت کی تیاری کر لیں۔

موت کی تیاری:

ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، سیالکوٹ کے علاقے میں سڑک کے کنارے پر ویران سی جگہ پر ایک اڑنے والا سانپ رہتا تھا۔ لوگوں نے اس سانپ کے ڈر کی وجہ سے ادھر جانا چھوڑ دیا تھا۔ ایک دن ادھر سے ایک فقیر کا گزر ہوا۔ اس نے سانپ کو دیکھا اور اسے چھڑی ماری سانپ اڑ کر آگے ہو گیا وہ پھر اسے چھڑی مارنے لگا سانپ پھر ادھر ادھر ہو جاتا۔ وہ فقیر سانپ کے ساتھ اسی کھیل میں لگ گیا۔ دور ایک کسان ہل چلا رہا تھا اس نے فقیر کو سانپ

والی جگہ پر کھڑے دیکھا تو دور سے پکار کر کہنے لگا ادھر سے نہ گزرنا ادھر اڑنے والا سانپ رہتا ہے۔ فقیر نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور چھڑی سے سانپ کے ساتھ کھیلتا رہا۔ بار بار چھڑی مارتا سانپ اڑ کے آگے ہو جاتا۔ یہاں تک کہ اڑتے اڑتے سانپ نے اس ہل چلانے والے کسان کی پیشانی پر جا ڈسا۔ سانپ کا پیشانی پر ڈسنا تھا کہ زہر کسان کے پورے جسم میں سرایت کر گیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ دوسروں کو موت سے بچاتے بچاتے خود موت کے منہ میں چلا جائے گا۔

دنیا کا دھوکہ:

ارشاد فرمایا، ہمیں ہر وقت موت کی تیاری کے لئے فکرمند رہنا چاہیے ہم موت سے غافل ہیں موت ہم سے غافل نہیں ہے۔ یہ دنیا کی مصروفیات ہمیں موت کی تیاری سے غافل کر دیتی ہیں لیکن موت سے غفلت برتنے سے بچیں۔ موت کسی وقت بھی آ سکتی ہے۔ جس انسان نے کچھ کرنا ہوتا ہے وہ مصروفیت میں بھی کر لیتا ہے اور جس نے نہ کرنا ہو وہ بہانے ہی بناتا رہتا ہے۔ اسی طرح بہانے بازی سے اپنے آپ کو دھوکہ دیتا رہتا ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے انسان کو آگاہ کر دیا کہ کہیں دنیا کے دھوکہ میں نہ آ جانا

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

''پس دنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے''

مجلس 19

متفرق معارف

جھنگ

ریا اور تشہیر:

ارشاد فرمایا، ایک وہ وقت تھا کہ لوگ نیک کام کر کے بھی تشہیر نہیں کیا کرتے تھے آج یہ وقت ہے کہ کام ابھی شروع بھی نہیں کیا ہوتا اور تشہیر پہلے کرتے پھرتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کا کوئی کتاب لکھنے کا ارادہ ہو تو کتاب کی بنیاد رکھنے سے پہلے ہی تشہیر کرتے پھرتے ہیں اور کتاب کی بنیاد کو ہی خراب کرنا چاہتے ہیں۔ سوچیں ذرا ایسی کتاب میں کیا برکت ہوگی یاد رکھیں جس چیز کو جتنا رضائے الٰہی کیلئے کریں گے جتنے اخلاص سے کریں گے اتنا فائدہ ہوگا۔

رابطہ قلبی:

ارشاد فرمایا کہ شیخ کے ساتھ ہمیشہ قلبی رابطہ رکھیں۔ اپنے قلب کو شیخ کے قلب کے ساتھ منسلک رکھیں اور جب شیخ کے سامنے ہوں تب بھی قلب کو شیخ کی طرف متوجہ رکھیں۔ کسی آنے جانے والے کی طرف متوجہ نہ ہوں اگر شیخ سے توجہ ہٹا کر آنے جانے کی طرف متوجہ ہو گئے تو پھر فیض کیسے ملے گا۔

مرید کی ترقی:

ارشاد فرمایا کہ اوراد و وظائف سے مرید کو 10% فائدہ ہوتا ہے اور صحبت شیخ سے 90% فیصد فائدہ ہوتا ہے۔ لوگ بہت زیادہ وقت شیخ کے ساتھ گزارتے ہیں مگر آداب کا پورے طور پر خیال نہیں رکھتے۔ جس وجہ سے پورا فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔

طریقت کے فرائض:

ارشاد فرمایا، طریقت کے فرائض میں سے یہ بھی ہے کہ ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہا جائے مقولہ ہے ''کسی کو کہیں کی بلی کو وہی کی'' جیسے کوئی کسی کے خیالات میں گم ہوتا ہے ایسے ہی سالک کو چاہیے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خیالات میں گم رہے۔ اگر لیٹے بیٹھے ہر وقت دنیا کا خیال ہو دنیا کی باتیں ہوں تو وہ دنیا سے واصل ہوگا یا اللہ سے واصل ہوگا۔ واصل باللہ ہونے کے لئے تو دنیا کا نہیں بلکہ اللہ کا دھیان چاہیے۔

دنیا کی محبت:

ارشاد فرمایا کہ دنیا کی محبت اتنی بری بلا ہے کہ کتے کا دل تو مردار سے بھر جاتا ہے لیکن دنیا سے محبت کرنے والے کا دل دنیا کی محبت سے نہیں بھرتا۔ گویا یہ کتے سے بھی بدتر ہے

اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

''گویا یہ جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں''

جن لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرے ہوتے ہیں وہ دنیا کو ٹھوکر مار دیتے ہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے ایک لاکھ روپے کا

منی آرڈر بھیجا حضرت نے واپس کر دیا۔ اس نے پھر لکھا کہ آپ کو کوئی ایسا مرید نہیں ملے گا جو ایک لاکھ روپے ہدیہ بھیج دے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا تمہیں بھی کوئی ایسا پیر نہیں ملے گا جو ایک لاکھ روپے کو ٹھوکر مار دے۔

مصروفیت اور نیکی:

ارشاد فرمایا، یہ دور مصروفیت کا دور کہلاتا ہے۔ بعض لوگوں نے خواہ مخواہ کی مصروفیات بنائی ہوئی ہیں۔ کوئی لغویات میں پڑا ہوا ہے، کوئی فضولیات میں پھنسا ہوا ہے اور انہی فضولیات اور لغویات کو ضروری سمجھ رکھا ہے۔ ایسا ماحول پیدا ہو گیا ہے کہ لوگوں کی اکثریت گناہ کو بھی گناہ نہیں سمجھتی پھر بھلا نیکی کیا کریں گے۔ اگر گناہ کو گناہ سمجھ کر کرے تو اسے کم از کم توبہ کی توفیق تو مل جاتی ہے۔ اگر حیلے بہانے بنا کر گناہ کو جائز بنالیں اور گناہ کے جواز کیلئے بہانے گھڑتے پھریں تو توبہ کی توفیق بھی چھن جاتی ہے۔ اس بارے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی یہ بھی علامت ہے کہ وہ بندہ انتہائی مصروفیت میں سے بھی وقت نکال کر نیکی کے کام کر لیتا ہے۔

اخلاقی قدروں کا زوال:

ارشاد فرمایا، ایوب خان کے زمانے میں آٹے کی قیمت میں اضافہ ہوا 20 روپے من آٹا ہوا تو اس کے خلاف نظمیں لکھی گئیں آج کتنے روپے من آٹا ہو گیا؟ پھر بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے مگر لوگ بولتے ہی نہیں ہیں۔ اخلاقی قدریں بہت ہی زوال پذیر ہو چکی ہیں۔ یاد رکھیں! اگر ہم نہیں سنبھلیں گے تو اللہ تعالیٰ پھر جگانے کے لئے کوئی دوسری قوم مسلط کر دیا کرتا ہے جو ظلم و ستم کر کے جگاتی ہے۔

مجلس 20

بیعت کی برکات

جھنگ

چند منٹ کا مراقبہ:

ارشاد فرمایا، اگر مراقبہ میں 5، 10 منٹ بھی متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھا جائے تو دل کی بیٹری چارج ہو جاتی ہے۔ اگر زیادہ بیٹھیں گے تو یہ بیٹری فل چارج ہو جائے گی اور زیادہ دیر چلے گی۔ اختلاط مخلوق کی وجہ سے توجہ اسباب میں پھنسی رہتی ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب سفر سے واپس آئے تو حضرت مریم علیہا السلام سے پوچھا کہ یہ پھل کہاں سے آئے؟ حضرت مریم علیہا السلام نے خلوت کی وجہ سے کہا کہ "یہ تو اللہ کے پاس سے آئے ہیں" حضرت مریم علیہا السلام کو خلوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف استحضار رہتا تھا۔ فرض کریں ایک آدمی کو سر درد اگر اس کے پاس کوئی میڈیکل ڈاکٹر ہے تو وہ سوچے گا کہ اس سے دو گولیاں لے لیتا ہوں آرام آ جائے گا اور اگر یہی آدمی مشائخ کی صحبت میں ہے تو اس کا دماغ یہی سوچے گا کہ دم کروانے سے سر درد ٹھیک ہو جائے گا۔ یاد رکھیں! صحبت کے اثرات ہوتے ہیں۔ پس انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ صحبت کے ساتھ ساتھ

تھوڑا سا وقت تخلیہ میں گزارے۔ اگر دل نہ چاہے مجبوراً بیٹھنا پڑے تب بھی پندرہ منٹ کیلئے رجوع الی اللہ کرکے بیٹھے تاکہ دل کی بیٹری چارج ہو جائے اور غفلت دور ہو جائے۔

روحانی ناشتہ:

ارشاد فرمایا، جو کوئی بھی سلسلہ نقشبندیہ کے اوراد و وظائف کو معمول بنائے گا اس کی زندگی ضرور بدلے گی۔ بہتر ہے کہ آدھا گھنٹہ طلوع فجر سے پہلے اٹھ جائیں تہجد بھی پڑھ لیں اور اوراد و وظائف بھی کر لیں۔ اگر اس وقت مشکل ہو تو پھر فجر کی نماز کے بعد یہ کام کر لیں۔ یہ روحانی ناشتہ ہو گا یہ ضرور کریں تاکہ روح کو بھی غذا مل جائے۔ جسمانی ناشتے کو تو کسی صورت قضا نہیں کرتے اسی طرح روحانی ناشتے کی بھی پابندی کریں۔ روح تر و تازہ ہو جائے گی۔

بیعت اور انقلاب:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ ملتان میں ایک جگہ بیان ہوا۔ اس کے بعد بیعت کا پروگرام تھا اس مجمع میں علاقے کا ایس۔ ایچ۔ او بھی تھا۔ اسے بھی بیعت کی برکات بتائیں۔ اس نے کہا کہ جو جو گناہ آپ سوچ سکتے ہیں وہ گناہ مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں۔ جواب میں حضرت جی نے ارشاد فرمایا، یہ بیعت کے کلمات بھی بہت برکت والے ہیں۔ ایس۔ ایچ۔ او صاحب نے آگے سے یہ شعر پڑھ دیا۔

؎ ساری عمر تو کی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

بہرحال بیعت کی ترغیب دینے پر اس نے بیعت کے کلمات پڑھ لئے۔ کچھ عرصہ بعد بیعت کی برکات ظاہر ہوئیں۔ جب دوبارہ ملتان میں جانا ہوا اور ملاقات ہوئی تو ایس۔ ایچ۔ او صاحب نے داڑھی رکھ لی تھی۔ پانچ وقت کی نماز کا پابند ہو چکا تھا۔ حتیٰ کہ تہجد بھی پڑھنے لگ گیا تھا۔ مزے کی بات یہ کہ علاقے کا ایس۔ ایچ۔ او محلے کی مسجد میں فجر کی اذان بھی دیتا تھا۔

ایم۔ این۔ اے صاحب کی توبہ:

ارشاد فرمایا، منڈی جہانیاں کے ایم۔ این۔ اے صاحب ہر دفعہ الیکشن میں منتخب ہوتے تھے۔ ایک دفعہ صحبت میں آئے اور کہنے لگے بہت زیادہ گناہ کئے ہیں اب توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت جی نے فرمایا کہ اس عاجز نے اسے بیعت توبہ کے کلمات پڑھائے۔ واپس گھر جاتے ہی اس نے بعض گناہوں سے توبہ کی نیت کر لی، پھر حج کی تیاری کر لی۔ حج کے دوران خدمت بھی کرتے رہے جب واپسی ہوئی تو چہرے پر داڑھی بھی سجی ہوئی تھی۔ شہر کے علمائے کرام جب ملنے کی خاطر تشریف لائے ایم این۔ اے صاحب خود ان کے لئے آب زم زم لینے کے لئے گئے۔ بیوی زم زم برتنوں میں ڈال رہی تھی اس دوران یہ چارپائی پر بیٹھ کر تسبیح پڑھنے لگ گئے۔ اسی طرح تسبیح پڑھتے پڑھتے موت آ گئی۔ ایسی اچھی موت آئی کہ سب حیران رہ گئے یہ سب بیعت کی برکات کا نتیجہ ہے۔

اخلاص کا برقرار رکھنا:

ارشاد فرمایا، نیکی کا کام کرنے سے پہلے ہی نیکی کی باتوں کا اعلان کرتے پھرنا اچھا نہیں ہے یہ تو نیکی کی تشہیر ہو جائے گی۔ نیکی کے بارے میں تو یہی خیال

دل میں ہونا چاہئے کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال یعنی نیکی کر کے اسے چھپادیں تاکہ وہ ضائع ہونے سے محفوظ رہ سکے۔ جس طرح حفظ کرنا آسان ہے مگر حفظ رکھنا مشکل ہے، جیسے پاکستان بنانا آسان تھا اب اس کا قائم رکھنا کتنا مشکل ہو رہا ہے، اسی طرح نیکی کرنا آسان ہوتا ہے مگر اس کو محفوظ رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح کتاب لکھنا آسان ہے مگر اس کو اخلاص کے ساتھ برقرار رکھنا کہ جس سے اس کا فیض سالہا سال تک پھیلتا رہے یہ بڑا مشکل کام ہے۔ چھپا کر نیکی کریں ریاء نہ کریں یہی اخلاص کی علامت ہے۔

محنت وکوشش:

اس مجلس کے آخر میں راقم الحروف نے حضرت جی سے عرض کیا کہ وقوف قلبی میں دوام کیسے نصیب ہوسکتا ہے؟ فرمایا، شیخ کی توجہ اور اپنی محنت سے۔ ابتدائی طور پر خود بھی پانچ چھ مہینے تک کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت وکوشش کو ضائع نہیں کرتے۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔ (انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی)